اسلام کا پہلا مؤلف و مصنّف

جناب مولانا رضی الدین حیدر صاحب، بانی یادگار حسینی کالج الٰہ آباد

اسلام کے قبل بھی عرب میں تحریر و کتابت کا رواج نہ تھا۔ جب اور جیسا موقع ہوا اسی کی مناسبت سے عرب قصائد اور خطب فی البدیہہ زبانی پڑھتے تھے۔ اس فطری خصوصیت ہی نے غالباً انھیں عام طور پر تحریر و کتابت کی ضرورت کے خیال سے بے نیاز رکھا اور اسی وجہ سے عربوں کی دنیائے تصنیف و تالیف مدتوں سنسان ہی رہی۔ اس دور میں نہ کوئی درسگاہ تھی نہ تعلیمی ادارہ، نہ مکتبہ نہ دارالمطالعہ اسلامی تاریخ کا ابتدائی زمانہ بھی وحی والہام، نزول آیات اور زبانی تعلیمات کا دور ہے۔ وہ احکامات وہدایات جو بصورت آیات نازل ہوتے تھے۔ پیغمبرؐ اسلام انھیں قوم کے روبرو پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ جو لوگ ایمان لاتے وہ سنتے، یاد کر لیتے اور اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھتے جنھیں ان پیغامات وتعلیمات پر عمل کی توفیق نہ ہوتی وہ سنی اَن سنی کرتے ہوئے تمسخرانہ انداز سے گذر جاتے اور کبھی کبھی تو یہ اہتمام بھی کرتے کہ صدائے حق اور آواز رسولؐ ان کے کانوں ہی سے نہ ٹکرائے۔

مسلمانوں کے لئے آنحضرتؐ کی ذات ہی بس مرکز تعلیم وتہذیب تھی۔ حضور اکرمؐ آیات قرآنیہ کی روشنی میں علوم ربّانی یعنی علم وحکمت کی عملی تعلیم امت کو دے رہے تھے اور تہذیب وشائستگی اور اخلاق وآداب انسانی کے اصول وضوابط سمجھا کر ایک نئی زندگی اور ایک نئے معاشرہ کی تشکیل فرما رہے تھے۔ غرض کہ لوگوں کے لئے اکتساب علم کا واحد ذریعہ حضرت رسولؐ خدا کی ہستی تھی اور بس وہ جو کچھ زبان اقدس سے سنتے اسے یاد رکھتے۔ اس وقت پورے عرب میں چند ہی اِنے گنے لوگ ایسے تھے جو تحریر وکتابت کی معمولی واقفیت رکھتے تھے اور وہ بھی نہ جاننے کے برابر تھی۔ بقول علامہ مودودی (عرب میں) ''پڑھے لکھوں کی تعداد شائد دس ہزار میں ایک اور وہ بھی ایسے کہ آج کل کے کم سواد بھی ان سے زیادہ علم رکھتے ہوں گے''۔ یہ صورت حال ہمیں عہد امیر المومنینؑ تک نظر آتی ہے کہ لوگ فن تحریر اور اصول کتابت سے کما حقہ لاعلم تھے اور جب ہی حضرت علی علیہ السلام کو اپنے منشی عبیداللہ بن ابی رافع کو یہ ہدایت دینے کی ضرورت محسوس ہوئی جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں: أَلِقْ دَوَاتَکَ وَاَطِلْ حَلْفَةَ قَلَمِکَ وَفَرِّجْ بَیْنَ السُّطُوْرِ وَقَرْمِطْ بَیْنَ الْحُرُوْفِ فَاِنَّ ذَالِکَ اَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ۔

اپنی دوات صاف رکھو، قلم کی زبان لمبی ہو، سطروں کا فاصلہ کافی اور حروف کو ملا کر لکھو (کٹے پٹے نہ ہوں) اس لئے کہ یہ شان خط حسن تحریر کا سبب ہے.......... بہرحال اس ابتدائی دور میں لکھنے پڑھنے کا یہ حال تھا تو پھر اس وقت کسی تصنیف وتالیف کے سامنے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس لئے یہ بات اب بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ

اسلام میں پہلی کتاب جو مرتب و مدوّن ہوئی وہ بلا شبہ قرآن کریم ہے اور جنھوں نے یہ کارنامہ انجام دیا وہ بلاشک امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

علامہ سیوطی جن کا تبحر علمی دنیائے اسلام میں مسلّم ہے تحریر فرماتے ہیں............ ''علیؑ وہ ہیں جنھوں نے عہد پیغمبرؐ ہی میں قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا اور جسے وہ رسولؐ مقبول کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا کرتے تھے۔'' حلیۃ الاولیاء میں بھی یہ عبارت ملتی ہے کہ قرآن مجید عرب کے سات لغتوں میں نازل ہوا ہے اور ہر لغت کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی ابن ابی طالبؑ وہ شخص ہیں جو اس کے ہر ظاہر و باطن پر مطلع ہیں...... ''جناب ملا محمد مبین فرنگی محلی لکھنوی جو ہندوستان میں بڑے پایہ کے ایک عالم گذرے ہیں اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''وسیلۃ النجاۃ'' میں بروایت صحیحہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے قرآن مجید کو اسی نہج پر جمع کیا جس ترتیب سے وہ حضرت رسولؐ خدا پر نازل ہوا تھا۔ اور حضرت علیؑ نے اس امر کا پورا پورا لحاظ رکھا کہ سلسلۂ تنزیل میں ذرا بھی تغیر و تبدل اور تقدیم و تاخیر آیات نہ ہونے پائے۔'' اس حقیقت کی مزید شہادت علامہ سیوطی کے اس بیان سے بھی ملتی ہے کہ جو قرآن حضرت علیؑ نے جمع فرمایا تھا اس کی ترتیب موافق تنزیل تھی اور کیوں نہ ہوتی جب کہ بروایت حافظ ابونعیم حضرت علیؑ نے خود فرمایا۔ ''قسم بخدا ایسی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی جس کی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس باب میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔''

شواہد بالا کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہے کہ جس ہستی کو کتاب خدا کے اتنے جزئیات کا علم ہو اسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے مکتوبی شکل میں اس کے تمام خصوصیات کے ساتھ مرتب و محفوظ کرے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ جب حضرت علیؑ رسولؐ خدا کے کفن دفن سے فارغ ہوئے تو آپ نے عہد کیا کہ جب تک وہ قرآن مجید کو منضبط و مکمل نہ فرمالیں گے دوش پر عبا نہ ڈالیں گے یعنی کسی کام کے لئے بھی گھر سے باہر نہ نکلیں گے۔ عرب میں دستور تھا کہ باہر جاتے وقت دوش پر عبا ڈال لیتے تھے...... آپ پورے انہاک کے ساتھ اس اہم کام میں مشغول ہو گئے اور موافق نزول کلام مجید کی ترتیب مکمل فرمائی مگر ساتھ ہی حضرت نے اس امر کی بھی وضاحت فرمائی کہ کون سی آیت خاص ہے کون عام، کون محکم ہے، کون متشابہ کون مطلق ہے، کون مقید اور کون ناسخ ہے، کون منسوخ۔ آپ نے یہ بھی تحریر کیا کہ کتنی آیتیں سنن سے تعلق رکھتی ہیں اور کتنی آیتیں آداب اسلامی کا درس دیتی ہیں۔ اسی ذیل میں حضرت علیؑ نے آیات کے شان نزول کی بھی تصریح فرمائی اور جو آیتیں اپنے مطالب کے لحاظ سے مشکل اور تشریح طلب تھیں حضرت نے ان کی تشریح بھی فرمائی۔ جمع قرآن کا یہ طریقہ اور طرز ترتیب و تحریر کا یہ مخصوص اسلوب جس میں اسرار و رموز قرآن کے وہ آثار بھی محفوظ کئے گئے تھے اور جن سے اس وقت کی دنیائے اسلام لاعلم تھی تفسیر کی ضرورت بھی پوری کر رہا تھا۔ یہ تفصیلات بجائے خود ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے تھے اور بڑی قدر و قیمت اور اہمیت کے حامل تھے۔ اس

بارے میں ابن اسیرین کے اس قول سے روشنی پڑتی ہے کہ ''اگر حضرت علیؑ کا جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا قرآن امت قبول کر لیتی تو تمام علوم اس میں مل جاتے۔'' اس شان ترتیب وتحریر کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کے جمع کردہ قرآن کی حقیقت ایک تالیف کی تھی اور ایک تصنیف کی بھی۔

تدوین قرآن کے علاوہ حضرت ایک اور کتاب بھی تحریر فرمائی جو مصحف فاطمہؑ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں حکمت کی باتیں مواعظ ونصائح اور امثال واخبار جمع فرمائے ہیں۔ اس کتاب کے نام کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اسے بعد پیغمبر سیدہؑ عالمیہ کا غم غلط کرنے اور اس کے ذریعہ ان کے لئے سامان تسکین وتسلی فراہم کرنے کا مقصد پیش نظر تھا اور اسی لئے مصحف فاطمہؑ کتاب کا نام قرار دیا گیا۔

ایک اور کتاب امیر المومنین حضرت علیؑ نے صحیفہ کے نام سے تالیف کی جسے ابن سعد نے اپنی مشہور کتاب جامع کے آخر میں نقل کر کے اسے حضرت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس صحیفہ کے بارے میں ایک واقعہ مسند احمد بن حنبل میں ملتا ہے ''راوی کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ منبر پر تشریف فرما تھے اثنائے خطبہ میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جسے پڑھ کر سنائیں سوا قرآن مجید کے جو اللہ کا کلام ہے اور اس صحیفہ کے جسے میں نے رسول اللہ سے حاصل کر کے لکھا ہے۔'' اس کتاب میں فقہی مسائل کو مرتب کیا گیا ہے اور اسی کتاب میں تحریر تھا کہ جب شوہر مر جائے تو زوجہ کو اس کے مکانات اور زمینوں سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ یہ صحیفہ جب ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے فرمایا: ''قسم بخدا یہ امیر المومنین حضرت علیؑ کی شان خط ہے اور یہ مسائل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھائے ہوئے ہیں۔''

اس لئے دنیائے اسلام کا پہلا مؤلف ومصنف بجز علیؑ ابن ابی طالب کوئی نہیں۔

